سورۃ البروج

آیاتہا ۲۲ | ۸۵ سورۃ البروج مکیۃ ۲۷ | رکوعہا ۱

بالاتفاق مکی ہے۔ اس کی بائیس آیتیں ہیں۔

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

اللہ کے نام سے شروع کرتا ہوں جو بہت ہی مہربان ہمیشہ رحم فرمانے والا ہے۔

وَ السَّمَآءِ ذَاتِ الۡبُرُوۡجِ ﴿۱﴾

''قسم ہے آسمان کی جو برجوں والا ہے''۔

یہ قسم ہے جس کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے قسم اٹھائی ہے۔ بروج میں چار قول ہیں:

(۱) ستاروں والا (1)؛ یہ حضرت حسن بصری، قتادہ، مجاہد اور ضحاک کا قول ہے۔

(۲) محلات؛ یہ حضرت ابن عباس، عکرمہ اور مجاہد کا قول ہے۔ عکرمہ نے کہا: یہ آسمان میں محلات ہیں (2)۔ مجاہد نے کہا: ایسے برج جن میں نگہبان ہوتے ہیں۔

(۳) اچھی صورت والا؛ یہ منہال بن عمرو کا قول ہے۔

(۴) منازل والا (3)؛ یہ ابوعبیدہ اور یحییٰ بن سلام کا قول ہے۔ یہ بارہ برج ہیں یہ ستاروں، چاند اور سورج کی منازل ہیں۔ چاند ایک برج میں دو دن اور ایک تہائی دن چلتا رہتا ہے۔ یہ اٹھائیس دن ہو جاتے ہیں پھر دو راتیں وہ چھپ جاتا ہے اور سورج ہر برج میں ایک ماہ تک چلتا رہتا ہے وہ برج یہ ہیں حمل، ثور، جوزاء، سرطان، الاسد، سنبلہ، میزان، عقرب، قوس، جدی، دلو اور حوت۔ کلام عرب میں بروج سے مراد محلات ہیں، اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ لَوۡ کُنۡتُمۡ فِیۡ بُرُوۡجٍ مُّشَیَّدَۃٍ (النساء: 78) اگرچہ تم مضبوط محلات میں ہو۔

وَ الۡیَوۡمِ الۡمَوۡعُوۡدِ ﴿۲﴾ وَ شَاہِدٍ وَّ مَشۡہُوۡدٍ ﴿۳﴾

''اس دن کی جس کا وعدہ کیا گیا ہے اور حاضر ہونے والے دن کی اور اس کی جس کے پاس حاضر ہوں گے''۔

یوم موعود سے مراد وہ دن ہے جس کا وعدہ کیا گیا ہے۔ یہ دوسری قسم ہے یہ یوم قیامت ہے۔ علماء کی تاویل میں کوئی اختلاف نہیں۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے کہا: آسمان اور زمین والوں سے وعدہ کیا گیا ہے کہ وہ اس میں جمع ہوں۔

شاہد اور مشہود کی تعبیر میں علماء نے اختلاف کیا ہے۔ حضرت علی، حضرت ابن عباس، حضرت ابن عمر اور حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہم سے مروی ہے کہ شاہد سے مراد یوم جمعہ ہے اور مشہود سے مراد یوم عرفہ ہے (4)؛ یہ حضرت حسن بصری کا قول ہے۔

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 240 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً 4۔ ایضاً، جلد 6، صفحہ 241

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ نے ایک مرفوع روایت نقل کی ہے کہ "یوم موعود سے مراد یوم قیامت (1)۔ یوم مشہود سے مراد یوم عرفہ، اور شاھد سے مراد یوم جمعہ ہے"۔ ابوعیسیٰ ترمذی نے اپنی جامع میں اسے نقل کیا ہے کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے ہم اسے موسیٰ بن عبیدہ کے سوا نہیں جانتے اور موسیٰ بن عبیدہ کو حدیث میں ضعیف قرار دیا جاتا ہے اسے یحییٰ بن سعید اور دوسرے علماء نے ضعیف قرار دیا ہے۔ شعبہ، سفیان ثوری اور دوسرے ائمہ نے اس سے روایات نقل کی ہیں۔ قشیری نے کہا: یوم جمعہ ہر عمل کرنے والے پر گواہی دے گا جو اس نے اس دن عمل کیا۔

میں کہتا ہوں: سارے دن اس طرح ہیں۔ ہر دن شاہد ہے، ہر رات شاہد ہے اس کی دلیل وہ روایت ہے جو ابونعیم حافظ نے معاویہ بن قرہ سے نقل کی ہے وہ معقل بن یسار سے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت کرتے ہیں: لیس من یوم یأتی علی العبد إلا ینادی فیه: یابن آدم أنا خَلق جدید وأنا فیما تعمل علیك شهید، فاعمل فیّ خیرا أشهد لك به غدا، فإنی لو قد مضیتُ لم ترنی أبدا ویقول اللیل مثلَ ذلك (☆)۔

جو دن بھی بندے پر آتا ہے وہ اس میں ندا کرتا ہے: اے ابن آدم! میں تازہ مخلوق ہوں جو کچھ تو اس میں کرے گا میں تجھ پر گواہ ہوں مجھ میں اچھا عمل کر میں کل تیرے حق میں گواہی دوں گا اگر میں گزر گیا تو مجھے کبھی بھی نہ دیکھ سکے گا رات بھی اسی طرح کہتی ہے۔ معاویہ کی یہ روایت غریب ہے۔ زید عمی ان سے روایت کرنے میں متفرد ہے میں اس سند کے علاوہ اس روایت کو مرفوع نہیں دیکھتا۔

قشیری نے حضرت ابن عمر اور حضرت ابن زبیر رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ شاہد سے مراد یوم اضحی ہے۔ سعید بن مسیب نے کہا: شاہد سے مراد یوم ترویہ ہے اور مشہود سے مراد یوم عرفہ ہے (2)۔ اسرائیل نے ابواسحاق سے وہ حارث سے وہ حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے روایت کرتے ہیں کہ مشہود سے مراد یوم قیامت ہے (3) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّجْمُوْعٌ ۙ لَّهُ النَّاسُ وَ ذٰلِكَ يَوْمٌ مَّشْهُوْدٌ ۝ (ہود) یہ وہ دن ہے جس دن اکٹھے کیے جائیں گے سب لوگ اور یہ وہ دن ہے جب سب کو حاضر کیا جائے گا۔

میں کہتا ہوں: اس وجہ سے شاہد کے بارے میں علماء میں اختلاف ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے (4)۔ حضرت ابن عباس، حضرت حسن بصری، حضرت سعید بن جبیر سے بھی یہی مروی ہے اس کی وضاحت ان آیات میں ہے۔ وَ كَفٰى بِاللّٰهِ شَهِيْدًا ۝ (النساء) اللہ تعالیٰ گواہ کافی ہے۔ قُلْ اَیُّ شَیْءٍ اَكْبَرُ شَهَادَةً (الانعام: 19) بتاؤ کون سی چیز شہادت میں اس سے بڑھ کر ہے۔ قُلِ اللّٰهُ ۙ شَهِيْدٌۢ بَيْنِيْ وَ بَيْنَكُمْ (الانعام: 19) فرما دیجئے: اللہ میرے اور تمہارے درمیان گواہ کافی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کی ذات ہے (5)؛ یہ حضرت ابن عباس اور حضرت حسین بن علی رضی اللہ عنہم سے مروی ہے، بطور دلیل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہ نے یہ آیت نقل کی فَكَيْفَ اِذَا جِئْنَا

1۔ جامع ترمذی، کتاب التفسیر، جلد 2، صفحہ 169
2۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 233
3۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 461
4۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 241
5۔ ایضاً
☆۔ حلیۃ الاولیاء، جلد 2، صفحہ 303-304

مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِيْدٍ وَّ جِئْنَا بِكَ عَلٰى هٰۤؤُلَآءِ شَهِيْدًا ۝ (النساء) تو کیا حال ہوگا جب ہم ہر امت سے ایک گواہ لائیں گے اور ہم آپ کو ان سب پر گواہ لائیں گے۔ اور حضرت حسین نے یہ آیت بطور دلیل پڑھی یٰۤاَیُّهَا النَّبِیُّ اِنَّاۤ اَرْسَلْنٰكَ شَاهِدًا وَّ مُبَشِّرًا وَّ نَذِیْرًا ۝ (الاحزاب) اے نبی! ہم نے آپ کو شاہد، مبشر اور نذیر بنا کر بھیجا ہے۔

میں کہتا ہوں میں خود بطور دلیل یہ آیت پڑھتا ہوں وَ یَكُوْنَ الرَّسُوْلُ عَلَیْكُمْ شَهِیْدًا (البقرہ:143)

ایک قول یہ کیا گیا ہے: انبیاء اپنی امتوں پر گواہی دیں گے کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: فَكَیْفَ اِذَا جِئْنَا مِنْ كُلِّ اُمَّةٍۭ بِشَهِیْدٍ (النساء:41) ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد حضرت آدم علیہ السلام کی اولاد ہے(1)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد حضرت عیسیٰ بن مریم ہیں(2) کیونکہ اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ كُنْتُ عَلَیْهِمْ شَهِیْدًا مَّا دُمْتُ فِیْهِمْ (المائدہ:117) جب تک میں ان میں رہا میں ان پر گواہ تھا۔ مشہود سے مراد آپ کی امت ہے۔ حضرت ابن عباس اور محمد بن کعب سے مروی ہے: شاہد سے مراد انسان ہے(3) اس کی دلیل كَفٰى بِنَفْسِكَ الْیَوْمَ عَلَیْكَ حَسِیْبًا ۝ (الاسراء) آج تجھ پر تیرا نفس ہی محاسب کافی ہے۔ مقاتل نے کہا: اس سے مراد اعضاء ہیں اس کی دلیل یہ آیت ہے یَّوْمَ تَشْهَدُ عَلَیْهِمْ اَلْسِنَتُهُمْ وَ اَیْدِیْهِمْ وَ اَرْجُلُهُمْ بِمَا كَانُوْا یَعْمَلُوْنَ ۝ (النور) اس روز ان پر ان کی زبانیں، ان کے ہاتھ اور ان کے پاؤں ان کے اعمال پر گواہ ہوں گے۔ حسین بن فضل نے کہا: شاہد یہ امت ہے اور مشہود باقی امتیں ہیں(4)۔ اس کی وضاحت یوں ہے۔ وَ كَذٰلِكَ جَعَلْنٰكُمْ اُمَّةً وَّسَطًا لِّتَكُوْنُوْا شُهَدَآءَ عَلَى النَّاسِ (بقرہ:143) اس لیے ہم نے آپ کو بہترین امت بنایا تا کہ تم لوگوں پر گواہ ہو جاؤ۔ ایک قول یہ کیا گیا: شاہد سے مراد حفظہ فرشتے ہیں اور مشہود سے مراد انسان ہیں(5)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس سے مراد راتیں اور دن ہیں اس کی وضاحت ہم پہلے کر چکے ہیں۔

میں کہتا ہوں: مال مالک کے خلاف گواہی دے گا، زمین اس کے بارے میں گواہی دے گی جو اس پر عمل کیا گیا۔ صحیح مسلم میں نبی کریم ﷺ سے مروی ہے: إن هذا المال خضرٌ حلوٌ ونِعْمَ صاحبُ المسلم هو لمن أعطى منه المسكين واليتيم وابن السبيل وانه من يأخذه بغير حق كان كالذي يأكل ولا يَشْبَعُ ويكون عليه شهيدا يوم القيامة یہ مال سرسبز اور میٹھا ہے اس کا مالک مسلمان کتنا اچھا ہے جو اس مال سے مسکین، یتیم اور مسافر کو دیتا ہے یا جس طرح رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو آدمی اسے بغیر حق کے لیتا ہے اس کی مثال اس آدمی کی طرح ہے جو کھاتا ہے اور سیر نہیں ہوتا، یہ قیامت کے روز اس کے خلاف گواہ ہوگا۔

ترمذی شریف میں حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے اسی آیت یَوْمَئِذٍ تُحَدِّثُ اَخْبَارَهَا ۝ (الزلزال) اس روز وہ اپنی خبریں بیان کرے گی۔ پوچھا: کیا تم جانتے ہو اس کی خبریں کیا ہیں؟ صحابہ نے عرض کی: اللہ اور اس کا رسول بہتر جانتے ہیں۔ فرمایا: ''اس کی خبریں یہ ہیں کہ یہ ہر مرد اور عورت پر گواہی دے گی جو اس پر عمل کیا

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 241　　2۔ ایضاً　　3۔ ایضاً
4۔ المحرر الوجیز، جلد 4، صفحہ 461　　5۔ زاد المسیر، جلد 5، صفحہ 234

گیا وہ کہے گی: یہ یہ عمل کیا گیا''۔ فرمایا: ''یہی اس کی خبریں ہیں'' (☆)۔ فرمایا: یہ حدیث حسن غریب صحیح ہے۔

ایک قول یہ کیا گیا: شاہد سے مراد مخلوق ہے جس نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کی شہادت دی اور مشہود سے مراد اللہ تعالیٰ کی ذات ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا: مشہود سے مراد یوم جمعہ ہے جس طرح حضرت ابودرداء نے روایت کی۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: اکثروا علیّ من الصلوة یوم الجمعة فإنه یوم مشهود شَهِدَہ الملائکة (1) جمعہ کے روز مجھ پر کثرت سے درود پڑھو کیونکہ یہ یوم مشہود ہے اس میں ملائکہ حاضر ہوتے ہیں۔ اسے ابن ماجہ اور دوسرے محدثین نے ذکر کیا۔

میں کہتا ہوں: اس اعتبار سے یوم عرفہ مشہود ہے کیونکہ ملائکہ اس روز حاضر ہوتے ہیں اور اللہ کی رحمت اس میں نازل ہوتی ہے اسی طرح یوم النحر بھی ہے۔ ابوبکر عطار نے کہا: شاہد سے مراد حجر اسود ہے (2) جس آدمی نے صدق، اخلاص اور یقین کے ساتھ اسے مس کیا اس کے حق میں یہ گواہی دے گا اور مشہود سے مراد حاجی ہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا: شاہد سے مراد انبیاء اور مشہود سے مراد حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم ہیں (3) اس کی دلیل اللہ تعالیٰ کا یہ فرمان ہے: وَ اِذْ اَخَذَ اللّٰهُ مِيْثَاقَ النَّبِيّٖنَ لَمَاۤ اٰتَيْتُكُمْ مِّنْ كِتٰبٍ وَّ حِكْمَةٍ ... وَ اَنَا مَعَكُمْ مِّنَ الشّٰهِدِيْنَ۝ (آل عمران) یاد کرو اس وقت کو جب اللہ تعالیٰ نے انبیاء سے پختہ وعدہ لیا جو میں نے تمہیں کتاب اور حکمت دی ... میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۝ النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۝ اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ۝ وَّ هُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ۝

''مارے گئے خندقیں کھودنے والے (جس میں) آگ تھی بڑے ایندھن والی جب وہ اس (کے کنارہ) پر بیٹھے تھے اور وہ جو کچھ اہل ایمان کے ساتھ سلوک کر رہے تھے اسے دیکھ رہے تھے''۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ۝ ان پر لعنت کی گئی۔ حضرت ابن عباس نے فرمایا: قرآن حکیم میں جہاں بھی قُتِلَ کے الفاظ ہیں اس کا معنی لُعِنَ ہے۔ فراء کے قول کے مطابق یہ جواب قسم ہے (4) اس میں لام مضمر ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ الشَّمْسِ وَ ضُحٰىهَا۝ (الشمس) پھر فرمایا: قَدْ اَفْلَحَ مَنْ زَكّٰىهَا۝ (الشمس) اصل میں یہ لقد افلحہا۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس میں تقدیم و تاخیر ہے یعنی اصحاب اخدود پر لعنت ہے قسم ہے برجوں والے آسمان کی: یہ ابو حاتم سجستانی نے کہا۔ ابن انباری نے کہا: یہ غلط ہے کیونکہ کسی کہنے والے کے لیے یہ جائز نہیں کہ وہ کہے: واللہ قام زید اس کا معنی یہ ہو قام زید واللہ۔ ایک قوم نے کہا: جواب قسم اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ۝ ہے یہ قبیح ہے کیونکہ ان دونوں کے درمیان گفتگو طویل ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جواب قسم اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: جواب قسم محذوف ہے تقدیر کلام یوں ہے والسماء ذات البروج لتبعثن؟ یہ ابن انباری کا اختیار ہے۔ الْاُخْدُوْدِ کا معنی زمین میں بڑا اور طویل گڑھا ہے جس طرح خندق ہوتی

1۔ سنن ابن ماجہ، ماجاء فی الجنائز، ذکر وفاتہ و دفنہ، صفحہ 119۔ ایضاً، حدیث نمبر 1626، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

2۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 234 3۔ ایضاً 4۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 241

☆ جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ومن سورۃ اذا زلزلت، حدیث نمبر 3276، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

ہے اس کی جمع اخادید آتی ہے اس سے لفظ خد ہے جہاں آنسو بہتے ہیں اسی سے مخدہ کا لفظ ہے کیونکہ رخسار اس پر رکھا جاتا ہے یہ جملہ بولا جاتا ہے: تَخَدَّدَ وجه الرجل۔ جب زخم کی وجہ سے اس میں گڑھے پڑ جائیں۔ طرفہ نے کہا:

ووجهٌ كأنّ الشمسَ حلتْ رداءها عليه نقيُّ اللونِ لم يَتَخَدَّدِ

وہ ایسا چہرہ ہے گویا سورج نے اپنی چادر اوڑھا دی ہے اس کا رنگ صاف ہے اس پر گڑھے نہیں۔

النَّارِ ذَاتِ الْوَقُوْدِ۝ النَّارِ، الْأُخْدُوْدِ سے بدل ہے یہ بدل اشتمال ہے عام قراءت وقود میں واؤ کے فتحہ کے ساتھ ہے جس کا معنی ایندھن ہے۔ قتادہ، ابورجاء اور نصر بن عاصم نے واؤ کے ضمہ کے ساتھ مصدر کی صورت میں پڑھا ہے یعنی شعلوں والی۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: لوگوں کے بدنوں کو جلانے والی۔ ابن اشہب، عقیلی، ابوسمال عدوی اور ابن سمقیع نے النَّارُ ذَاتُ دونوں کو مرفوع پڑھا ہے یعنی اسے ایسی آگ نے جلا دیا جو ایندھن والی ہے۔

اِذْ هُمْ عَلَيْهَا قُعُوْدٌ۝ یعنی وہ لوگ جنہوں نے خندقوں کو کھودا تھا اس پر بیٹھے تھے ان میں مومنوں کو پھینکتے تھے۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام اور حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے درمیان کا عرصہ تھا یہ نجران کے لوگ تھے ان کے بارے میں مختلف واقعات ہیں۔ معنی قریب قریب ہے۔ صحیح مسلم میں حضرت صہیب سے مروی ہے (1) کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: ”تم سے قبل کے دور میں ایک بادشاہ تھا اس کا ایک جادوگر تھا جب وہ بوڑھا ہو گیا اس نے بادشاہ سے کہا: میں بوڑھا ہو گیا ہوں میرے پاس ایک بچہ بھیج دو جسے میں جادو سکھا دوں۔ بادشاہ نے اس کے پاس ایک بچہ بھیج دیا تاکہ وہ اسے علم سکھائے جس راستہ سے وہ جاتا اس کے راستہ میں ایک راہب رہتا تھا۔ وہ اس کے پاس بیٹھتا، اس کی گفتگو سنتا اور خوش ہوتا جب وہ بچہ ساحر کے پاس آتا تو راہب کے پاس سے گزرتا اور اس کے پاس بیٹھ جاتا جب وہ بچہ ساحر کے پاس آتا تو وہ اسے مارتا۔ بچے نے اس کی شکایت راہب سے کی راہب نے کہا: جب تجھے ساحر سے خوف آئے تو کہہ دینا: میرے اہل نے مجھے روک لیا تھا۔ جب تجھے گھر والوں سے ڈر ہو تو کہہ دینا: مجھے جادوگر نے روک لیا تھا۔ وہ اس طرح آتا جاتا تھا کہ اس کا گزر ایک جانور کے پاس سے ہوا جس نے لوگوں کو روک رکھا تھا اس نے کہا: آج مجھے اس کا علم ہو جائے گا کہ جادوگر افضل ہے یا راہب افضل ہے؟ اس نے ایک پتھر اٹھایا اس نے یوں دعا کی: اے اللہ! اگر راہب کا معاملہ تیری بارگاہ میں جادوگر کے امر سے زیادہ محبوب ہے تو اس جانور کو مار ڈال یہاں تک کہ لوگ گزر سکیں اس بچے نے وہ پتھر اسے مارا اور اسے قتل کر دیا اور لوگ چلے گئے وہ راہب کے پاس آیا اور اسے تمام واقعہ بتایا راہب نے اسے کہا: اے بیٹے! آج تم مجھ سے افضل ہو تیرا معاملہ وہاں تک پہنچ گیا ہے جو میں دیکھتا ہوں۔ تجھے آزمایا جائے گا اگر تجھے آزمائش میں ڈالا جائے تو میرے بارے میں کچھ نہ بتانا وہ بچہ مادر زاد اندھوں، برص کے مریضوں کو درست کر دیتا اور لوگوں سے تمام بیماریوں کو دور کر دیتا۔ بادشاہ کے درباری نے اس بارے میں سنا جو نابینا ہو چکا تھا وہ بہت سے ہدایا لایا اور کہا: اگر تو مجھے درست کر دے تو میں تیرے لیے یہ مال جمع کروں گا۔ اس بچے نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا، شفا تو اللہ دیتا ہے۔ اگر تو اللہ تعالیٰ پر ایمان لے آئے تو میں اللہ تعالیٰ سے دعا کروں گا وہ تجھے شفا دے دے گا وہ اللہ تعالیٰ پر ایمان

1۔ صحیح مسلم، کتاب الزهد والرقائق، قصة أصحاب الأخدود والساحر والراهب والغلام، جلد 2، صفحہ 415

لے آیا تو اللہ تعالیٰ نے اسے شفا دے دی۔ وہ بادشاہ کے پاس آیا اور اس کے پاس بیٹھا جس طرح پہلے اس کے پاس بیٹھا کرتا تھا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا کس نے تیری نظر لوٹائی؟ اس نے کہا: میرے رب نے۔ بادشاہ نے پوچھا: تیرا میرے علاوہ بھی کوئی رب ہے؟ درباری نے کہا: میرا اور تیرا رب اللہ ہے۔ بادشاہ نے اسے پکڑ لیا وہ اسے لگاتار عذاب دیتا رہا یہاں تک کہ اس نے غلام کے بارے میں راہنمائی کی۔ اس بچے کو لایا گیا بادشاہ نے اس سے پوچھا: اے بیٹے! کیا تو جادو کے ذریعے اس مقام تک پہنچ گیا ہے جس کے ذریعے تو مادرزاد اندھوں اور برص کے مریضوں کو شفا دیتا ہے اور تو یہ یہ کرتا ہے؟ اس نے کہا: میں تو کسی کو شفا نہیں دیتا شفا تو اللہ تعالیٰ دیتا ہے۔ بادشاہ نے بچے کو پکڑ لیا وہ اس کو لگاتار عذاب دیتا رہا یہاں تک کہ بچے نے اسے راہب کے بارے میں بتا دیا اس راہب کو لایا گیا اسے کہا گیا: اپنے دین سے ارتداد اختیار کر لو اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا بادشاہ نے آری منگوائی اس نے آری راہب کے سر کے درمیان رکھی اسے دو ٹکڑے کیا یہاں تک کہ وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ پھر بادشاہ کے مصاحب کو لایا گیا اسے کہا گیا: اپنے دین سے پھر جاؤ۔ اس نے ایسا کرنے سے انکار کر دیا۔ بادشاہ نے آری اس کے سر کی مانگ میں رکھوائی اسے دو ٹکڑے کیا تو وہ دو ٹکڑے ہو گیا۔ پھر بچے کو لایا گیا اسے کہا گیا: اپنے دین سے پھر جا اس نے انکار کر دیا اس نے بچہ اپنے چند ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا: اسے فلاں فلاں پہاڑ کی طرف لے جاؤ اسے پہاڑ پر چڑھا دو جب تم اس کی چوٹی پر پہنچ جاؤ اگر وہ اپنے دین سے پھر جائے تو بہتر ورنہ اسے اس چوٹی سے نیچے گرا دو۔ وہ اسے لے گئے اور پہاڑ کی چوٹی پر چڑھایا تو بچے نے یہ دعا مانگی: اے اللہ! میری جانب سے تو انہیں کافی ہو جا جو بھی تو چاہے۔ پہاڑ ان کے ساتھ لرزنے لگا وہ نیچے گر گئے وہ پیدل بادشاہ کے پاس پہنچ گیا۔ بادشاہ نے اس سے پوچھا: تیرے ساتھیوں کا کیا ہوا؟ بچے نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ انہیں میری طرف سے کافی ہو گیا۔ اس نے اسے اپنے ساتھیوں کے حوالے کیا اور کہا: اس لے جاؤ اور اسے کشتی میں سوار کرو کشتی کو سمندر کے درمیان لے جاؤ اگر وہ اپنے دین سے لوٹ آئے تو ٹھیک ورنہ اسے سمندر میں پھینک دو لوگ اسے لے کر گئے اس نے دعا مانگی: اے اللہ! جو تو چاہتا ہے میری طرف سے انہیں کافی ہو جا۔ کشتی ٹوٹ گئی وہ غرق ہو گئے وہ پیدل بادشاہ کے پاس آیا۔ بادشاہ نے اسے کہا: تیرے ساتھیوں نے کیا کیا؟ اس نے جواب دیا: اللہ تعالیٰ انہیں میری جانب سے کافی ہو گیا اس نے بادشاہ سے کہا: تو مجھے قتل نہیں کر سکتا یہاں تک کہ تو وہ کرے جو میں تجھے کہوں۔ بادشاہ نے پوچھا: وہ کیا ہے؟ بچے نے کہا: تو لوگوں کو کھلے میدان میں جمع کرے، مجھے سولی پر لٹکائے پھر میرے ترکش سے ایک تیر نکالے پھر تیر قوس پر چڑھائے پھر کہے: اللہ جو غلام کا رب ہے اس کے نام سے پھر تو وہ تیر مجھے مارے اگر تو ایسا کرے تو تو مجھے قتل کر دے گا۔ بادشاہ نے لوگوں کو ایک میدان میں جمع کیا اور بچے کو سولی پر لٹکایا پھر اس نے بچے کو ترکش سے تیر لیا پھر تیر کمان پر چڑھایا پھر کہا: اللہ جو اس بچے کا رب ہے اس کے نام سے پھر تیر پھینکا تیر اس کی کنپٹی میں لگا اس بچے نے اپنا ہاتھ تیر کی جگہ اپنی کنپٹی پر رکھا اور مر گیا لوگوں نے کہا: ہم بچے کے رب پر ایمان لے آئے، ہم بچے کے رب پر ایمان لائے، ہم بچے کے رب پر ایمان لائے۔ بادشاہ کے پاس کوئی آیا اس نے کہا: بتاؤ تو کس چیز سے ڈرتا تھا؟ اللہ کی قسم! تیرا ڈر تجھے آ پہنچا۔ لوگ ایمان لا چکے ہیں اس نے گلیوں کے سروں پر خندقیں کھودنے کا حکم دیا خندقیں کھود دی گئیں اور ان میں آگ روشن کر دی گئی بادشاہ نے کہا: جو آدمی اپنے

دین سے نہ پھرے اسے اس میں جلا دو یا اسے کہا: اس میں داخل ہو جاؤ۔ انہوں نے اسی طرح کیا یہاں تک کہ ایک عورت آئی اس کے ساتھ ایک بچہ بھی تھا وہ اس میں داخل ہونے سے ہچکچائی۔ بچے نے اسے کہا: اے ماں! صبر کر کیونکہ تو حق پر ہے''۔ امام ترمذی نے اس کے ہم معنی روایت نقل کی ہے اس میں یہ الفاظ بھی ہیں'' بچے کے راستہ میں عبادت گاہ میں ایک راہب رہتا تھا'' معمر نے کہا: میرا خیال ہے ان دنوں میں گرجا گھروں میں اطاعت گزار رہتے تھے اس میں یہ تصریح بھی ہے کہ جس جانور نے لوگوں کو روک رکھا تھا وہ شیر تھا اور یہ بھی ذکر ہے کہ بچے کو دفن کر دیا گیا۔ اس کے بارے میں یہ بھی ذکر کیا جاتا ہے کہ حضرت عمر بن خطاب رضی اللہ عنہ کے زمانے میں اسے نکالا گیا تو اس کی کنپٹی پر ہاتھ تھا جس طرح اس نے اس وقت رکھا تھا جب اسے قتل کیا گیا۔ اور کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے (☆☆)۔

ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ نجران کا ایک بادشاہ تھا اس کی رعیت میں ایک آدمی تھا جس کا ایک بچہ تھا اس نے اس بچے کو ساحر کے پاس بھیجا تا کہ اسے یہ جادو سکھائے اس نوجوان کا راستہ راہب کے پاس سے ہو کر گزرتا تھا وہ انجیل پڑھا کرتا تھا۔ بچہ راہب سے جو سنتا وہ اسے خوش کرتا بچہ راہب کے دین میں داخل ہو گیا۔ ایک دن وہ آیا تو ایک بڑا سانپ تھا جس نے لوگوں کا راستہ روک رکھا تھا اس بچے نے ایک پتھر اٹھایا اور کہا: اس اللہ کے نام سے جو آسمانوں، زمین اور ان کے درمیان جو ہے اس کا رب ہے اور اس جانور کو مار ڈالا اور سابقہ واقعہ کی طرح واقعہ ذکر کیا۔ جب بادشاہ نے اسے تیر مارا اور اسے قتل کر دیا تو اس کی مملکت کے لوگوں نے کہا: کوئی معبود نہیں مگر عبداللہ بن ثامر کا معبود۔ عبداللہ بن ثامر اس بچے کا نام تھا۔ بادشاہ ناراض ہو گیا اس نے حکم دیا خندقیں کھودی گئیں ان میں لکڑیاں اور آگ جمع کی گئی اور مملکت کے لوگ ان خندقوں پر لائے گئے جس نے توحید سے رجوع کر لیا اس نے اسے چھوڑ دیا اور جو اپنے دین پر ثابت قدم رہا اسے آگ میں ڈال دیا۔ ایک دودھ پلانے والی عورت لائی گئی اسے کہا گیا: اپنے دین کی طرف لوٹ جاؤ بصورت دیگر ہم تجھے اور تیرے بچے کو آگ میں پھینک دیں گے وہ عورت ڈر گئی اور ارتداد کا ارادہ کیا دودھ پیتے بچے نے اسے کہا: اے ماں! جس دین پر تو ہے اس پر ثابت قدم رہ۔ یہ آگ بجھنے والی ہے۔ لوگوں نے اس عورت اور اس کے بیٹے کو آگ میں ڈال دیا۔

ابو صالح نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ آگ خندقوں سے بلند ہوئی وہ بادشاہ اور اس کے ساتھیوں پر چالیس ہاتھ اوپر اٹھی اور انہیں جلا دیا۔ ضحاک نے کہا: یہ نصرانی لوگ تھے وہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی بعثت سے چالیس سال قبل یمن میں رہتے تھے (1) انہیں یوسف بن شراحیل بن تبع حمیری نے پکڑ لیا (2) یہ اسی سے کچھ اوپر افراد تھے ان کے لیے اس نے خندقیں کھدوائیں اور انہیں آگ میں جلا دیا: یہ ماوردی نے بیان کیا ہے۔

ثعلبی نے ان سے یہ بیان کیا کہ اصحاب اخدود بنی اسرائیل میں سے تھے (3) انہوں نے کچھ مرد اور عورتیں پکڑ لیں ان یہودیوں نے ان کے لیے خندقیں کھودیں اور ان میں آگ جلائی پھر مومنوں کو ان پر کھڑا کیا انہیں کہا گیا: تم اپنے نئے دین کا

1۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 242 2۔ ایضاً 3۔ ایضاً

☆☆ جامع ترمذی، کتاب فضائل القرآن، باب ومن سورۃ البروج، حدیث نمبر 3263، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

انکار کرو یا تمہیں آگ میں ڈال دیا جائے۔ علماء کا خیال ہے وہ حضرت دانیال اور آپ کے صحابہ تھے؛ یہ عطیہ عوفی کا قول ہے اس کی مثل حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے۔

حضرت علی رضی اللہ عنہ نے فرمایا: ایک بادشاہ نے شراب پی اور اپنی بہن سے اپنی خواہش پوری کی (1) اس نے یہ ارادہ کیا کہ وہ اپنی رعیت میں اسے قانون بنا دے۔ رعایا نے اس کی بات قبول نہ کی اس کی بہن نے اسے مشورہ دیا کہ وہ لوگوں کو خطبہ دے کہ اللہ تعالیٰ نے بہنوں کے ساتھ نکاح کو حلال کر دیا ہے پھر بھی اس کی بات نہ سنی گئی اس بہن نے اسے مشورہ دیا کہ وہ ان لوگوں کے لیے خندقیں کھدوائے اور جو یہ بات ماننے سے انکار کرے اس کو ان خندقوں میں ڈال دیا جائے۔ اس بادشاہ نے ایسا ہی کیا۔ یہ بھی کہا: ان کے باقی ماندہ لوگ اپنی بہنوں سے عقد نکاح کرتے ہیں وہ مجوسی ہیں جبکہ پہلے یہ اہل کتاب تھے۔

حضرت علی شیر خدا رضی اللہ عنہ سے یہ بھی مروی ہے کہ اصحاب اخدود کا سبب یہ تھا کہ ایک نبی کو اللہ تعالیٰ نے حبشہ کی طرف بھیجا کچھ لوگوں نے اس نبی کی اطاعت کی اس کی قوم نے ان لوگوں کے لیے خندقیں کھودیں جس نے اس نبی کی اتباع کی اسے خندق میں پھینک دیا گیا ایک عورت لائی گئی جس کا ایک دودھ پیتا بچہ بھی تھا وہ عورت گھبرائی اس بچے نے ماں سے کہا: اے ماں! آگے بڑھ اور نہ گھبرا۔

ایوب نے عکرمہ سے روایت نقل کی ہے کہ یہ تیری قوم بحستان کے لوگ تھے کلبی نے کہا: یہ نجران کے نصاریٰ تھے وہاں ان لوگوں نے مومنوں کو پکڑ لیا اور سات خندقیں کھودیں ہر خندق کی لمبائی چالیس ہاتھ تھی اور اس کی چوڑائی بارہ ہاتھ تھی پھر ان خندقوں میں مٹی کا تیل اور ایندھن پھینکا پھر لوگوں کو ان خندقوں پر کھڑا کیا جس نے بات نہ مانی اسے اس خندق میں پھینک دیا۔

ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ نصاریٰ کی ایک قوم تھی یہ قسطنطین کے دور میں قسطنطنیہ میں رہتے تھے۔ مقاتل نے کہا: اصحاب اخدود تین گروہ ہو گزرے ہیں ایک نجران میں، دوسرے شام میں اور آخری فارس میں۔ جو شام میں تھا وہ انطیانوس رومی تھا جو فارس میں تھا وہ بخت نصر تھا جو عرب علاقہ میں تھا وہ یوسف بن ذی نواس تھا جو فارس اور شام میں تھا اس کے بارے میں قرآن نازل نہیں ہوا جس کے بارے میں قرآن نازل ہوا وہ نجران میں تھا اس کی وجہ یہ بنی کہ دو مسلمان آدمی تھے ان میں سے ایک تہامہ میں تھا اور دوسرا نجران میں تھا ان میں سے ایک نے اپنے آپ کو مزدوری پر لگایا وہ عمل کرتا اور انجیل پڑھتا مستاجر کی بیٹی نے انجیل کی قراءت میں ایک نور دیکھا اور اپنے باپ کو بتایا وہ مسلمان ہو گیا ان مسلمانوں کی تعداد ستاسی ہو گئی۔ یہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے اس دنیا سے اٹھ جانے کے بعد ہوا۔ یوسف بن ذی نواس بن تبع حمیری نے ان کے لیے خندقیں کھدوائیں انہیں کفر اختیار کرنے کو کہا جس نے کفر سے انکار کیا اسے آگ میں ڈال دیا اور کہا: جس نے حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین سے ارتداد نہ کیا اسے نہ پھینکا گیا ایک عورت تھی جس کے ساتھ ایک چھوٹا بچہ تھا (2) جو ابھی گفتگو نہیں کرتا تھا وہ عورت واپس لوٹ آئی اس کے بیٹے نے اسے کہا: اے میری ماں! میں تیرے سامنے ایسی آگ دیکھتا ہوں جو کبھی سرد نہ ہوگی ان دونوں نے اپنے آپ کو آگ میں ڈال دیا اللہ تعالیٰ نے اس عورت اور اس کے بیٹے کو جنت میں

1۔ زاد المسیر، جلد 4، صفحہ 235　　2۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 551

داخل کر دیا اس ایک روز میں ستر آدمیوں کو خندقوں میں ڈالا گیا۔

ابن اسحاق نے وہب بن منبہ سے روایت نقل کی ہے کہ حضرت عیسیٰ علیہ السلام کے دین کے پیروکاروں میں سے ایک آدمی تھا جسے قیمیون کہا جاتا وہ ایک نیک، مجتہد، زاہد اور مستجاب الدعوات تھا وہ بستیوں میں گھومتا پھرتا رہتا تھا کسی بستی میں ابھی اس کی پہچان نہ ہوئی مگر وہ وہاں سے چلا جاتا وہ مستری تھا اور مٹی سے گھر بناتا۔

محمد بن کعب قرظی نے کہا: اہل نجران مشرک تھے وہ بتوں کی عبادت کیا کرتے تھے نجران کے قریب ان کے دیہاتوں میں سے ایک دیہات میں ایک جادوگر رہتا تھا وہ نجران کے لوگوں کے بچوں کو جادو کی تعلیم دیتا جب وہ قیمیون فروکش ہوا اس نے نجران اور ساحر کے بستی کے درمیان اپنا خیمہ لگا لیا نجران کے لوگ اپنے بچے اس جادوگر کے پاس تعلیم کے لیے بھیجتے تھے ثامر نے عبداللہ بن ثامر کو اس جادوگر کے پاس بھیجا وہ نجران کے لوگوں کے بچوں کے ساتھ ہوتا تھا عبداللہ جب اس خیمہ والے کے پاس سے گزرتا تو اس کی نماز اور عبادت سے متعجب ہوتا وہ اس کے پاس بیٹھنے لگا اور اس کی بات سننے لگا یہاں تک کہ وہ اسلام لے آیا اس بچے نے اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کیا اور اس کی عبادت کی اور اس راہب سے اللہ تعالیٰ کا اسم اعظم پوچھنے لگا راہب اسے تعلیم دیتا مگر اسم اعظم کو اس سے مخفی رکھا اور کہا: اے بھتیجے! تو اس کو برداشت نہیں کر سکتا میں تیرے بارے میں ڈرتا ہوں کہ تو اس سے کمزور ہے۔ اس بچے کا باپ یہی گمان کرتا تھا کہ اس کا بیٹا جادوگر کے پاس جاتا ہے جس طرح دوسرے بچے جاتے ہیں جب عبداللہ نے یہ دیکھا کہ اس کا راہب اللہ تعالیٰ کا اسم بتانے میں بخیل ہے تو اس نے تیر اکٹھے کیے پھر اس نے اللہ تعالیٰ کے جو بھی اسماء سیکھے تھے ان میں سے کوئی بھی نہ چھوڑا مگر ایک ایک تیر پر ایک ایک نام لکھا یہاں تک کہ جب سب کا شمار کر لیا تو اس کے لیے آگ روشن کی پھر اس آگ میں ایک ایک تیر پھینکنے لگا یہاں تک کہ جب اسم اعظم کا مرحلہ آیا اس آگ میں وہ تیر پھینکا وہ تیر اچھلا یہاں تک کہ وہ آگ سے نکل آیا اور اس تیر کو آگ نے کچھ نقصان نہیں پہنچایا تھا اس بچے نے اس تیر کو پکڑا اور اس راہب کے پاس گیا اسے بتایا کہ اس نے اسم اعظم کو جان لیا ہے جس کو راہب نے اس پر چھپایا تھا راہب نے پوچھا: وہ اسم کون سا ہے؟ بچے نے بتایا: یہ یہ۔ پوچھا: تو نے کیسے اسے جانا؟ تو بچے نے جو عمل کیا تھا اس کے بارے میں بتایا۔ راہب نے اسے کہا: اے بھتیجے! تو نے صحیح جانا ہے اسے اپنے تک محدود رکھنا میرا خیال نہیں کہ تو ایسا کرے گا۔ عبداللہ بن ثامر جب بھی نجران جاتا وہ کسی بھی آدمی کو دیکھتا جسے کوئی تکلیف ہوتی تو اسے کہتا: اے عبداللہ! کیا تو اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کو تسلیم کرتا ہے میرے دین میں داخل ہوتا ہے تو میں تیرے حق میں دعا کروں گا تو تو جس بیماری میں مبتلا ہے اس سے تو ٹھیک ہو جائے گا۔ وہ کہتا: ہاں۔ وہ اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کرتا اور اسلام قبول کر لیتا۔ وہ اللہ تعالیٰ سے دعا کرتا تو اس بندے کو شفا ہو جاتی یہاں تک کہ نجران میں کوئی ایسا نہ رہا جس کو کوئی تکلیف ہوئی وہ اس بچے کے پاس آیا اس نے اس کے حق میں دعا کی تو اسے عافیت ہو گئی یہاں تک کہ اس کا معاملہ اس کے بادشاہ تک جا پہنچا بادشاہ نے اس بچے کو بلایا اس سے پوچھا: تو نے میری بستی کو میرے خلاف کر دیا ہے، تو نے میرے دین اور میرے آباء کے دین کی مخالفت کی ہے تو میں تجھے ضرور عبرت کی مثال بنا دوں گا۔ بچے نے کہا: تو اس پر قادر نہیں بادشاہ نے اسے اونچے پہاڑ کی طرف بھیجا اسے اس کی

چوٹی سے نیچے پھینکا جاتا وہ زمین پر گرتا جبکہ اسے کچھ تکلیف نہ ہوتی وہ اسے نجران کے پانیوں کی طرف بھیجتا اس میں کوئی چیز نہ پھینکی جاتی مگر وہ ہلاک ہو جاتی اسے ان میں پھینکا جاتا وہ باہر نکلتا جب کہ اسے کوئی ضرر نہ ہوتا جب بچہ اس پر غالب آ گیا تو عبداللہ نے بادشاہ سے کہا: اللہ کی قسم! تو میرے قتل پر قادر نہیں ہوگا یہاں تک کہ تو اللہ تعالیٰ کی توحید کا اقرار کرے اور اس پر ایمان لائے جس پر میں ایمان لایا ہوں اگر تو نے ایسا کیا تو تجھے مجھ پر غلبہ حاصل ہو جائے گا اور تو مجھے قتل کر دے گا اس بادشاہ نے اللہ تعالیٰ کی وحدانیت کا اقرار کیا اور اس کی گواہی دی پھر ایک چھری بچے کو ماری جس نے بچے کو تھوڑا سا زخمی کیا جو بڑا نہ تھا اور اس بچے کو مار ڈالا اور بادشاہ بھی اسی جگہ مر گیا نجران کے لوگ عبداللہ بن ثامر کے دین اور حضرت عیسیٰ علیہ السلام جو پیغام لائے تھے اس پر اکٹھے ہو گئے پھر انہیں بھی وہ آزمائش آئی جو ان کے ہم دین لوگوں کو آزمائش آئی تھی اسی وجہ سے نجران میں عیسائیت مضبوط ہوئی۔

ذونواس یہودی جو بنو حمیر سے اپنے لشکر لے کر ان کی طرف چلا انہیں یہودیت کی طرف دعوت دی اور انہیں یہودیت اور قتل کے درمیان اختیار دیا لوگوں نے قتل کو ترجیح دی۔ ذونواس نے ان کے لیے خندقیں کھدوائیں ان میں آگ جلائی اور تلوار کے ساتھ انہیں قتل کیا اور عبرت کا نشان بنایا یہاں تک کہ ان میں سے بیس ہزار افراد کو قتل کیا۔

وہب نے کہا: جب اریاط یمن پر غالب آیا تو ذونواس بھاگ کھڑا ہوا وہ اپنے گھوڑے کے ساتھ سمندر میں داخل ہو گیا اور اس میں غرق ہو گیا۔ ابن اسحاق نے کہا: ذونواس کا نام زرعہ بن تبان اسعد حمیری تھا اس کا نام یوسف بھی تھا اس کے بالوں کی مینڈھیاں تھیں جو لہراتی رہتیں اس وجہ سے اس کا نام ذونواس ہوا اس نے اہل نجران کے ساتھ یہ سلوک کیا ان میں سے ایک آدمی جس کا نام دوس بن ثعلبان تھا بچ نکلا حبشہ والے اس کا انتقام لینے کے لیے آئے وہ یمن کے مالک بن گئے اور ذونواس سمندر میں ہلاک ہوا جس میں اس نے اپنے آپ کو ڈالا تھا اس کے بارے میں عمرو بن معدیکرب کہتا ہے:

أَتُوعِدُنِي كَأَنَّكَ ذُو رُعَيْنٍ بِأَنْعَمِ عِيشَةٍ أَوْ ذُو نُوَاسِ

کیا تو مجھے دھمکی دیتا ہے گویا تو اچھی زندگی میں ذورعین ہے یا ذونواس ہے۔

ذورعین، حمیر کے بادشاہوں میں سے ایک بادشاہ تھا رعین اس کا ایک قلعہ تھا یہ بادشاہ حرث بن عمرو بن حمیر بن سبا کا بیٹا تھا۔

مسئلہ: ہمارے علماء نے کہا: اللہ تعالیٰ نے اس آیت میں اس امت کے مومنوں کو بتایا جو ان سے قبل موحدین نے مصائب برداشت کیے اس کے ساتھ مومنوں کو مانوس کرنا تھا نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے مومنوں کے سامنے بچے کا واقعہ ذکر کیا تا کہ انہیں جو دکھ اور مشکلات آتی ہیں ان پر صبر کریں اور اس بچے کی طرح صبر کریں جو اس نے صبر کیا، حق میں پختگی اپنائی، اس کے ساتھ مضبوطی سے وابستہ رہا، دعوت حق کے اظہار میں اپنی جان کا نذرانہ پیش کیا چھوٹی عمر ہونے کے باوجود بے شمار لوگوں کو دین میں داخل کیا اور عظیم صبر کا اظہار کیا۔ اسی طرح راہب نے حق کو مضبوطی سے پکڑے رکھا یہاں تک کہ اسے آری سے چیر دیا گیا اس کے باوجود اس نے صبر کیا اس طرح بے شمار لوگ جب اللہ تعالیٰ کی ذات پر ایمان لائے، ایمان ان کے دلوں میں راسخ ہو گیا تو انہوں نے آگ میں پھینکے جانے پر صبر کیا اور وہ دین سے مرتد نہ ہوئے۔ ابن عربی نے کہا: ہمارے نزدیک یہ حکم منسوخ

ہے (1) جس طرح پہلے سورۃ النحل میں گزر چکا ہے۔

میں کہتا ہوں: ہمارے نزدیک یہ منسوخ نہیں بے شک وہ آدمی جس کا نفس قوی ہو اس کا دین مضبوط ہو اس کا صبر کرنا اولی ہے اللہ تعالیٰ نے حضرت لقمان کے بارے میں خبر دیتے ہوئے کہا: یٰبُنَیَّ اَقِمِ الصَّلٰوةَ وَاْمُرْ بِالْمَعْرُوْفِ وَانْهَ عَنِ الْمُنْكَرِ وَاصْبِرْ عَلٰى مَاۤ اَصَابَكَ ؕ اِنَّ ذٰلِكَ مِنْ عَزْمِ الْاُمُوْرِ ۝ (لقمان) میرے پیارے بچے! نماز صحیح صحیح ادا کیا کرو، نیکی کا حکم دیا کرو اور برائی سے روکتے رہو اور صبر کیا کرو ہر مصیبت پر جو تمہیں پہنچے بے شک یہ بڑی ہمت کے کام ہیں۔

حضرت ابو سعید خدری نے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم سے روایت نقل کی ہے: انّ من اعظم الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر (2) سب سے بڑا جہاد ظالم حاکم کے سامنے حق کلمہ کہنا ہے۔ اسے امام ترمذی نے نقل کیا ہے۔ کہا: یہ حدیث حسن غریب ہے۔

محمد بن سنجر (ابن سنجر) نے حضرت امیمہ رضی اللہ عنہا سے روایت نقل کی ہے کہ میں رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کو وضو کرایا کرتی تھی کہ ایک آدمی آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہوا اس نے کہا: مجھے وصیت کیجئے۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا: لا تشرك باللہ شیئا وان قطعت أو حرقت بالنار (3) تو اللہ تعالیٰ کے ساتھ کسی کو شریک نہ ٹھہرا اگرچہ تجھے ٹکڑے ٹکڑے کر دیا جائے یا تجھے آگ میں جلا دیا جائے۔

ہمارے علماء نے کہا: بہت سے صحابہ کرام کو قتل، سولی، سخت عذاب میں مبتلا کیا گیا انہوں نے صبر کیا اور وہ کسی چیز کی طرف متوجہ نہ ہوئے تیرے لیے حضرت عاصم، حضرت خبیب اور ان کے ساتھیوں کا قصہ کافی ہے اسی طرح انہوں نے جو جنگیں، مصیبتیں، قتل، قید، جلانا اور دوسری آزمائشیں دیکھیں سورۃ النحل میں یہ بات گزر چکی ہے جو آدمی قوت رکھتا ہے اس کے بارے میں اس پر اجماع ہے وہاں اس پر غور کر لے۔

قُتِلَ اَصْحٰبُ الْاُخْدُوْدِ ۝ ان کفار کے لیے اللہ تعالیٰ کی رحمت سے دوری کی بددعا ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اس کا معنی یہ ہے کہ ان مومنین کے قتل کی خبر دی جارہی ہے کہ وہ آگ کے ذریعے قتل کیے گئے پھر بھی انہوں نے صبر کیا۔ ایک قول یہ کیا گیا: یہ ان ظالموں کے بارے میں خبر دی جارہی ہے کیونکہ یہ روایت کی گئی ہے کہ ان مومنوں کے آگ میں گرنے سے پہلے ان کی روحیں قبض کر لی گئیں تھیں اور خندقوں سے آگ نکلی تھی اور جو لوگ کناروں پر بیٹھے تھے انہیں جلا دیا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا: مومن تو نجات پا گئے تھے اور آگ نے کناروں پر بیٹھے لوگوں کو جلا دیا تھا؛ یہ نحاس نے ذکر کیا ہے۔ عَلَيْهَا کا معنی عندها ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: عَلَيْهَا سے مراد ہے اس آگ کے قریب جو خندقوں کے کنارے تھے وہ مراد ہے؛ جس طرح شاعر نے کہا:

وبات على النار الندی والمحلق یہاں علی النار سے مراد اس کے قریب ہے۔

1۔ احکام القرآن لابن العربی، جلد 4، صفحہ 1916

2۔ جامع ترمذی، کتاب الفتن، باب ماجاء افضل الجهاد كلمة عدل عند سلطان جائر، جلد 2، صفحہ 40

سنن ابن ماجہ، کتاب الفتن، باب الامر بالمعروف والنهي عن المنكر، حدیث نمبر 4000، ضیاء القرآن پبلی کیشنز

3۔ المعجم الکبیر، جلد 24، صفحہ 479

اذ میں حال قُتِلَ ہے یعنی اس وقت ان پر لعنت کی گئی۔

وَّهُمْ عَلٰى مَا يَفْعَلُوْنَ بِالْمُؤْمِنِيْنَ شُهُوْدٌ ۝ شُهُوْدٌ سے مراد حضور ہے یعنی کفار حاضر تھے۔ وہ مومنوں پر کفر کو پیش کرتے تھے جو ارتداد سے انکار کرتا اسے آگ میں پھینک دیتے تھے۔ یہ ان کے دل کی سختی اور اس میں انتہائی تنگ دلی کی صفت بیان کی جا رہی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: علی، مع کے معنی میں ہے یعنی مومنوں کے ساتھ جو سلوک کیا جا رہا تھا اس پر گواہ تھے۔

وَمَا نَقَمُوْا مِنْهُمْ اِلَّاۤ اَنْ يُّؤْمِنُوْا بِاللّٰهِ الْعَزِيْزِ الْحَمِيْدِ ۝ الَّذِيْ لَهٗ مُلْكُ السَّمٰوٰتِ وَ الْاَرْضِ ؕ وَاللّٰهُ عَلٰى كُلِّ شَيْءٍ شَهِيْدٌ ۝

''اور انہیں ناپسند کیا تھا انہوں نے مسلمانوں سے بجز اس کے کہ وہ ایمان لاتے تھے اللہ پر جو سب پر غالب، سب خوبیوں والا ہے جس کے قبضہ میں آسمانوں اور زمین کی بادشاہی ہے اور اللہ ہر چیز کو دیکھنے والا ہے''۔

ابو حیوہ نے نَقِمُوْا پڑھا ہے یعنی قاف کے نیچے کسرہ ہے جبکہ فصیح فتحہ ہے سورۃ البراۃ میں اس بارے میں گفتگو ہو چکی ہے یعنی بادشاہ اور اس کے ساتھی ان لوگوں سے جن کو انہوں نے آگ میں جلایا تھا کسی بات پر ناراض نہ ہوتے تھے مگر یہ کہ ان لوگوں نے اللہ جو غالب اور ہر حال میں محمود ہے کی تصدیق کی۔ اس اللہ کا زمین و آسمان میں کوئی شریک اور مقابل نہیں وہ اپنی مخلوقات کے اعمال سے آگاہ ہے۔ اس پر کوئی چیز مخفی نہیں۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَعَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ۬ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝

''بے شک جن لوگوں نے ایذا دی مومن مردوں اور مومن عورتوں کو پھر توبہ بھی نہ کی تو ان کے لیے جہنم کا عذاب ہے اور ان کے لیے جلائے جانے کی سزا ہے۔ جو لوگ ایمان لائے اور نیک عمل کرتے رہے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں جاری ہیں یہی بڑی کامیابی ہے''۔

اِنَّ الَّذِيْنَ فَتَنُوا الْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنٰتِ جنہوں نے مومنوں کو آگ میں جلایا عرب کہتے ہیں: فتن فلان الدرهم والدينار جب اسے بھٹی میں داخل کیا تاکہ اس کی عمدگی کو جانے۔ اس طرح یہ لفظ کہا جاتا ہے: دينار مفتون درہم و دینار بنانے والے کو فتان کہتے ہیں اسی طرح شیطان کو فتان کہتے ہیں۔ ورق فتین ایسی چاندی جس میں کھوٹ جلا دیا گیا ہو۔ حرہ کو فتین کہتے ہیں گویا اس سرزمین نے آگ کے ساتھ پتھروں کو جلا دیا۔ یہ نام ان پتھروں کے سیاہ ہونے کی وجہ سے دیا جاتا ہے۔

ثُمَّ لَمْ يَتُوْبُوْا فَلَهُمْ عَذَابُ جَهَنَّمَ وَلَهُمْ عَذَابُ الْحَرِيْقِ ۝ انہوں نے اپنے قبیح اعمال پر توبہ نہ کی جبکہ اللہ تعالیٰ نے اس

بادشاہ اور اس کی قوم کے لیے اس بچے کے ہاتھ پر آیات اور بینات کو ظاہر فرمایا۔ ان کے لیے ان کے کفر پر جہنم کا عذاب ہے اور دنیا میں اس کے لیے جلانے کا عذاب ہے کیونکہ انہوں نے مومنوں کو آگ کے عذاب میں جلایا۔ اس بارے میں حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل ہو چکی ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: ان کے لیے آخرت میں عذاب ہے جو ان کے کفر کے عذاب سے زائد ہے یہ اس وجہ سے ہے کہ انہوں نے مومنوں کو آگ میں جلایا تھا۔ ایک قول یہ کیا گیا: اس کا معنی ہے ان کے لیے عذاب ہے اور ان کے لیے جہنم حریق کا عذاب ہے۔ حریق جہنم کے ناموں میں سے ایک نام ہے جس طرح سعیر کیونکہ جہنم کے کئی گڑھے اور اس کی انواع ہیں اور ہر ایک کے الگ الگ نام ہیں گویا جہنم میں انہیں زمہریر کے ساتھ عذاب دیا جائے گا پھر انہیں عذاب حریق کے ساتھ عذاب دیا جائے گا۔ پہلا ٹھنڈک کا عذاب ہے اور دوسرا گرمی کا عذاب ہے۔

اِنَّ الَّذِيْنَ اٰمَنُوْا وَ عَمِلُوا الصّٰلِحٰتِ لَهُمْ جَنّٰتٌ تَجْرِيْ مِنْ تَحْتِهَا الْاَنْهٰرُ ؕ۬ ذٰلِكَ الْفَوْزُ الْكَبِيْرُ ۝ یعنی وہ لوگ جو اللہ تعالیٰ پر ایمان لائے، اس کی تصدیق کی، اس کے رسولوں پر ایمان لائے اور نیک عمل کیے ان کے لیے باغات ہیں جن کے نیچے نہریں رواں ہیں جن کا پانی بدبودار نہیں ہوتا ایسے دودھ کی نہریں رواں ہیں جن کا ذائقہ تبدیل نہیں ہوتا، ایسی شراب کی نہریں ہیں جو پینے والوں کے لیے لذت کا باعث ہیں اور صاف و شفاف شہد کی نہریں ہیں۔ یہ ایسی کامیابی ہے جس کی مثل کامیابی کا تصور نہیں کیا جا سکتا۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ۝ وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ ذُو الْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝

''بے شک آپ کے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ بے شک وہی پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ پیدا کرے گا۔ اور وہی بہت بخشنے والا ہے، بہت محبت کرنے والا ہے، عرش کا مالک ہے بڑی شان والا، کرتا ہے جو کچھ چاہتا ہے''۔

اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ لَشَدِيْدٌ ۝ جب وہ جابروں اور ظالموں کو پکڑتا ہے تو اس کی پکڑ بڑی سخت ہوتی ہے جس طرح اللہ تعالیٰ کا فرمان ہے: وَ كَذٰلِكَ اَخْذُ رَبِّكَ اِذَاۤ اَخَذَ الْقُرٰى وَ هِيَ ظَالِمَةٌ ؕ اِنَّ اَخْذَهٗۤ اَلِيْمٌ شَدِيْدٌ ۝ (ہود) اور یوں ہی گرفت ہوتی ہے آپ کے رب کی جب وہ پکڑتا ہے بستیوں کو دراں حالیکہ وہ ظالم ہوتی ہیں بے شک اس کی پکڑ دردناک اور سخت ہوتی ہے۔

یہ پہلے گزر چکا ہے۔ مبرد نے کہا: اِنَّ بَطْشَ رَبِّكَ یہ جواب قسم ہے معنی یہ ہوگا قسم ہے برجوں والے آسمان کی تیرے رب کی پکڑ بڑی سخت ہے درمیان میں جو بھی کلام ہے وہ جملہ معترضہ ہے اور قسم کی تاکید کے لیے ذکر ہوا ہے حکیم ترمذی نے ''نوادر الاصول'' میں یہی بات ذکر کی ہے۔ پکڑ کی شدت کے ساتھ جو صفت ذکر کی گئی ہے قسم اس کے بارے میں واقع ہو رہی ہے۔

اِنَّهٗ هُوَ يُبْدِئُ وَ يُعِيْدُ ۝ اکثر علماء کی رائے ہے وہی مخلوقات کو پہلی دفعہ پیدا کرتا ہے اور وہی دوبارہ انہیں اٹھائے گا۔ عکرمہ نے کہا: کفار نے اس بات پر تعجب کا اظہار کیا تھا کہ اللہ تعالیٰ مردوں کو زندہ کرے گا۔

حضرت ابن عباس نے کہا وہ دنیا میں انہیں آگ میں جلائے جانے کا عذاب دے گا پھر آخرت میں دوبارہ عذاب دے گا یہ طبری کا پسندیدہ نقطہ نظر ہے۔

وَ هُوَ الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ ۝ وہ اپنے مومن بندوں کے گناہوں کو چھپانے والا ہے وہ انہیں ذلیل و رسوا نہیں کرے گا، وہ اپنے اولیاء سے محبت کرنے والا ہے۔

ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے: وہ اس طرح محبت کرتا ہے جس طرح تم میں سے کوئی اپنے بھائی کے لیے خوشخبری اور محبت کو پسند کرتا ہے۔ ان سے یہ بھی مروی ہے کہ ودود کا معنی ہے اپنے دوستوں سے مغفرت کے ساتھ دوستی کرتا ہے (1)۔ مجاہد نے کہا: اپنے دوستوں سے محبت کرنے والا یہ مفعول بمعنی فاعل ہے۔ ابن زید نے کہا: اس کا معنی ہے رحم فرمانے والا۔ مبرد نے اسماعیل بن اسحاق قاضی سے روایت نقل کی ہے کہ ودود اسے کہتے ہیں جس کی اولاد نہ (2) ہو۔

اور شاعر کا یہ شعر پڑھا:

وأركبُ فى الروع عُرْيانةً　ذلولَ الجناح لقاحا و ودُودَا (3)

میں جنگ میں ایسے گھوڑے پر سوار ہوتا ہوں جس کے بال نہیں وہ مطیع ہے اس کی اولاد نہیں۔

ودود کا معنی ہے جس کی اولاد نہ ہو کہ جس کی طرف وہ مشتاق ہو۔ آیت کا معنی یہ ہوگا وہ اپنے بندوں کی بخشش کرتا ہے اس کی کوئی اولاد نہیں کہ اس بچے کی وجہ سے انہیں بخشے یہ اس لیے ہے تاکہ وہ مغفرت کے ساتھ فضل و احسان فرمانے والا ہو اس میں کسی جز کا کوئی عمل دخل نہیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہاں ودود، مودود کے معنی میں ہے جس طرح رکوب اور حلوب ہے یعنی اسے اس کے صالح بندے محبت کرتے ہیں۔

ذُوالْعَرْشِ الْمَجِيْدُ ۝ عاصم کے علاوہ کوفہ کے قراء نے اسے ذی پڑھا ہے کیونکہ یہ عرش کی صفت ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: یہ لربنک کی صفت ہے معنی یہ ہوگا تیرے باعظمت رب کی پکڑ بڑی سخت ہے۔ یہاں موصوف صفت میں جدائی صفت بننے میں مانع نہیں کیونکہ تشدید میں یہ صفت کے قائم مقام ہے۔ باقی قراء نے اسے مرفوع پڑھا ہے کیونکہ یہ ذو کی صفت ہے وہ اللہ تعالیٰ کی ذات ہے؛ یہ ابو عبید اور ابو حاتم کا پسندیدہ نقطہ نظر ہے کیونکہ مجد سے مراد کرم اور فضل میں انتہا کو کہتے ہیں اللہ تعالیٰ کی ذات ہی اس صفت کے ساتھ موصوف ہے۔

اگرچہ سورۃ المومنون کے آخر میں عرش کی صفت بھی کرم کے ساتھ لگائی گئی ہے عرب کہتے ہیں: فی کل شجرنار واستمجد المرخُ العفار ہر درخت میں آگ ہے مرخ (درخت) عفار (ایک درخت) ان میں سے بڑھ کر ہیں۔ یہاں تک کہ ان دونوں سے آگ روشن کی جاتی ہے۔ **ذُوالْعَرْشِ** کا معنی ہے ملک اور مملکت والا جس طرح یہ جملہ بولا جاتا ہے: فلاں علی سریر ملکہ فلاں اپنے ملک کے تخت پر ہے اگرچہ وہ تخت پر نہ بیٹھا ہو۔ یہ جملہ بولا جاتا ہے: ثُلّ عرشہ یعنی اس کی حکومت چلی گئی۔ اس کی وضاحت سورۃ الاعراف میں گزر چکی ہے خصوصاً کتاب الأسنى فی شرح أسماء الله الحسنى میں وضاحت گزر چکی ہے۔

فَعَّالٌ لِّمَا يُرِيْدُ ۝ وہ چیز جس کا ارادہ کرے وہ اس پر ممتنع نہیں؛ یہ زمخشری کا نقطہ نظر ہے (4) یہ مبتدا محذوف کی خبر ہے یہاں **فَعَّالٌ** کا لفظ ذکر کیا ہے کیونکہ جس کا وہ ارادہ کرتا ہے اور افعال کرتا ہے وہ کثیر ہوتے ہیں۔ فراء نے کہا: **فَعَّالٌ** کو تکرار اور

1۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 553　2۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 243　3۔ ایضاً　4۔ الکشاف، جلد 4، صفحہ 733

استیناف کی وجہ سے رفع دیا گیا ہے کیونکہ یہ نکرہ محضہ ہے۔ طبری نے کہا: فَعَّالٌ کو رفع دیا گیا ہے جبکہ وہ نکرہ محضہ ہے کیونکہ یہ اعراب میں الْغَفُوْرُ الْوَدُوْدُ کے اعراب کے تابع ہے۔ ابوسفر (سعید ہمدانی) سے مروی ہے کہا: کچھ صحابہ حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ کی عیادت کے لیے حاضر ہوئے انہوں نے کہا: کیا ہم آپ کے لیے طبیب کو نہ بلائیں؟ فرمایا: اس نے مجھے دیکھا ہے۔ صحابہ نے پوچھا: اس نے آپ کو کیا کہا ہے؟ جواب دیا: اس نے فرمایا میں جس کا ارادہ کرلوں اس کو کر گزرنے والا ہوں۔

هَلْ اَتٰىكَ حَدِيْثُ الْجُنُوْدِ ۙ﴿۱۷﴾ فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ ؕ﴿۱۸﴾ بَلِ الَّذِيْنَ كَفَرُوْا فِيْ تَكْذِيْبٍ ۙ﴿۱۹﴾

''کیا پہنچی ہے آپ کے پاس لشکروں کی خبر (یعنی) فرعون اور ثمود (کے لشکروں) کی بلکہ یہ کفار کو جھٹلانے میں مصروف ہیں''۔

یعنی اے محمد! صلی اللہ علیہ وسلم یقیناً آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک ان کافر جماعتوں کی خبر پہنچی ہے جنہوں نے انبیاء کو جھٹلایا اس کے ذریعے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو مانوس کیا جارہا ہے اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو تسلی دی جارہی ہے پھر ان جماعتوں کی وضاحت کی اور فرمایا: فِرْعَوْنَ وَثَمُوْدَ۔ یہ دونوں الْجُنُوْدِ سے بدل ہیں معنی اس کا یہ ہے اللہ تعالیٰ نے ان کے ساتھ جو کیا ہے آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے اسے پہچان لیا ہے جب انہوں نے اللہ تعالیٰ کے انبیاء اور اس کے رسولوں کو جھٹلایا بلکہ یہ لوگ جو آپ صلی اللہ علیہ وسلم پر ایمان نہیں رکھتے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو جھٹلا رہے ہیں جس طرح پہلے لوگوں کا طریقہ تھا۔ فرعون اور ثمود کو خاص کیا گیا کیونکہ قوم ثمود عرب علاقوں میں سے تھی اور ان کا قصہ مشہور و معروف تھا اگرچہ یہ لوگ متقدمین میں شمار ہوتے تھے۔ فرعون کا معاملہ اہل کتاب اور دوسرے لوگوں کے ہاں بھی معروف تھا وہ ہلاک ہونے والوں میں سے متاخرین تھے ان دونوں کے ذریعے ہلاکت میں ان کی مثل پر دلالت کی۔

وَّاللّٰهُ مِنْ وَّرَآىِٕهِمْ مُّحِيْطٌ ۚ﴿۲۰﴾ بَلْ هُوَ قُرْاٰنٌ مَّجِيْدٌ ۙ﴿۲۱﴾ فِيْ لَوْحٍ مَّحْفُوْظٍ ۠﴿۲۲﴾

''حالانکہ اللہ تعالیٰ ان کو ہر طرف سے گھیرے ہوئے ہے بلکہ وہ شرف والا قرآن ہے ایسی لوح میں لکھا ہے جو محفوظ ہے''۔

یعنی اللہ تعالیٰ اس بات پر قادر ہے کہ ان پر ایسا عذاب نازل فرمائے جو اس نے فرعون پر نازل کیا تھا۔ محاط بہ محصور کی طرح ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: اللہ تعالیٰ ان کے بارے میں آگاہ ہے اس لیے وہ ان کو جزا عطا فرمائے گا بلکہ قرآن حکیم شرف، کرم اور برکت میں انتہا کو پہنچنے والا ہے لوگوں کو دین و دنیا کے احکام میں جو اس کی احتیاج ہے اس کا بیان ہے یہ اس طرح نہیں جس طرح مشرکین کا گمان ہے۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ مَجِيْدٌ کا معنی ہے وہ غیر مخلوق ہے وہ لوح میں لکھا ہوا ہے وہ اللہ تعالیٰ کے ہاں اس چیز سے محفوظ ہے کہ شیاطین اس تک پہنچ سکیں۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے کہ یہ ام الکتاب ہے اس سے قرآن اور دوسری کتب لکھی گئی ہیں (1)۔

ضحاک نے حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما سے روایت نقل کی ہے کہ لوح سرخ یاقوت کی ہے اس کا اوپر والا حصہ عرش سے باندھا گیا ہے اور اس کا نیچے والا حصہ فرشتے کی گود میں ہے جسے ماطریون کہتے ہیں اس کی کتاب نور ہے اس کا قلم نور ہے اللہ

1۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 554

تعالیٰ اس میں ہر روز تین سو ساٹھ دفعہ دیکھتا ہے اس کی نظروں میں سے کوئی نظر نہیں ہوتی مگر وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے اس کے سوا کوئی معبود نہیں۔

حضرت انس بن مالک اور مجاہد نے کہا: لوح محفوظ جس کا ذکر اللہ تعالیٰ نے کیا ہے وہ حضرت اسرافیل کی پیشانی میں ہے(1)۔ مقاتل نے کہا: لوح محفوظ عرش کی دائیں جانب ہے(2)۔ ایک قول یہ کیا گیا ہے: لوح محفوظ وہ ہے جس میں خلق و خلیقہ کی مختلف اصناف ہیں، ان کے احوال کا بیان ہے، ان کی مدتوں، رزقوں اور اعمال کا ذکر ہے جو ان میں فیصلے نافذ ہوتے ہیں اور ان کے امور کے انجام کا ذکر ہے وہ ام الکتاب ہے۔ حضرت ابن عباس رضی اللہ عنہما نے فرمایا: اللہ تعالیٰ نے لوح محفوظ میں سب سے پہلے جو چیز لکھی وہ یہ تھی اِنِّی اَنَا اللّٰہُ لَا اِلٰہَ اِلَّا اَنَا مُحَمَّدٌ رَسُوْلِی۔

جس نے میرے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم کیا، میری آزمائش پر صبر کیا میری نعمتوں پر شکر ادا کیا میں اسے صدیق لکھ دوں گا، اسے صدیقین کے ساتھ اٹھاؤں گا۔ جس نے میرے فیصلے کے سامنے سر تسلیم خم نہ کیا، میری آزمائش پر صبر نہ کیا میری نعمتوں پر شکر ادا نہ کیا تو وہ میرے سوا کوئی معبود بنا لے۔ حجاج نے حضرت محمد بن حنفیہ کی طرف دھمکی آمیز خط لکھا حضرت ابن حنفیہ نے اسے جواب دیا: مجھے یہ خبر پہنچی ہے کہ اللہ تعالیٰ کی ہر روز تین سو ساٹھ نظریں لوح محفوظ میں ہوتی ہیں وہ عزت دیتا ہے، وہ ذلیل کرتا ہے، وہ آزماتا ہے، وہ خوش کرتا ہے، وہ جو چاہتا ہے کرتا ہے شاید ان میں سے ایک نظر نے تجھے تیرے بارے میں مشغول کر دیا ہے تو اس کے ساتھ مشغول رہتا ہے اور فارغ نہیں ہوتا۔

ایک مفسر نے کہا: لوح ایک ایسی چیز ہے جو فرشتوں کے لیے ظاہر ہوتی ہے وہ اسے پڑھتے ہیں(3)۔ ابن سمیقع اور ابو حیوہ نے اسے قُرْاٰنٌ مَّجِیْدٌ اضافت کی صورت میں پڑھا ہے یعنی قرآن رب مجید نافع نے اسے محفوظٌ پڑھا ہے کہ یہ قرآن کی صفت ہے بلکہ وہ قرآن مجید ہے جو لوح میں محفوظ ہے جبکہ باقی قراء نے اسے لوح کی صفت بناتے ہوئے مجرور پڑھا ہے قراء اس بات پر متفق ہیں کہ لوح کا لام مفتوح ہے مگر جو یحییٰ بن یعمر سے ایک روایت مروی ہے اس میں لوح کے لام پر ضمہ ہے یعنی وہ چمکتا ہے وہ نور، بلندی اور شرف والا ہے۔ زمخشری نے کہا: لوح سے مراد ہوا ہے یعنی وہ ہوا جو ساتوں آسمان سے اوپر ہے(4) جس میں لوح ہے صحاح میں ہے: لَاحَ الشَّیْءُ یَلُوْحُ لَوْحًا یعنی وہ چیز چمکی۔ لاحہ السفر اسے تبدیل کر دیا۔ لاحہ لَوْحًا وَ لُوَاحًا وہ پیاسا ہوا۔ التلاح کا معنی بھی یہی ہے۔ لوح کا معنی کندھا اور ہر چوڑی ہڈی کو کہتے ہیں لوح سے مراد وہ چیز ہے جس میں لکھا جاتا ہے لوح جب ضمہ کے ساتھ ہو تو اس سے مراد وہ ہوا ہے جو آسمان اور زمین کے درمیان ہوتی ہے۔

1۔ المحرر الوجیز، جلد 5، صفحہ 463
2۔ معالم التنزیل، جلد 5، صفحہ 554
3۔ تفسیر ماوردی، جلد 6، صفحہ 244
4۔ الکشاف، جلد 4، صفحہ 733